صفات الٰہیہ کی کامل مظہریت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹؍جنوری ۱۹۷۹ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات تلاوت فرمائیں اور ان کا ترجمہ سنایا:-

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ○

(التوبة: ۱۲۸، ۱۲۹)

تمہارے پاس تمہاری ہی قوم کا ایک فرد رسول ہو کر آیا ہے۔ تمہارا تکلیف میں پڑنا اسے شاق گذرتا ہے اور وہ تمہارے لئے خیر کا بہت بھوکا ہے اور مومنوں کے ساتھ محبت کرنے والا اور بہت کرم کرنے والا ہے۔ پس اگر وہ پھر جائیں تو تُو کہہ دے کہ اللہ میرے لئے کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں اسی پر توکل کرتا ہوں اور وہ عرشِ عظیم کا ربّ ہے۔

پھر حضور انور نے فرمایا:-

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو اس طرف متوجہ کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء جو بنی نوع انسان کی طرف بھیجے گئے ہیں وہ خاندانی لحاظ سے بھی اور اپنے خلق کے لحاظ سے بھی ہر دو جہان کے لئے رحمت ہیں۔ ہر دو جہان کے لئے اس طرح کہ دوسرے

جہان کی تمام نعماء کا تعلق پہلے جہان کے مقبول اعمال سے ہے۔ پس آپ پہلے جہان کے لئے اور دوسرے جہان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے رحمۃٌ للعالمین ہیں اور آپ صفت رحمٰن کے مظہر ہیں جس کی طرف ان دو آیات میں سے پہلی آیت کے دو لفظ عَزِيْزٌ اور حَرِيْصٌ اشارہ کر رہے ہیں اور مومنوں کے لئے آپ رحیم ہیں۔ پس ایک عظیم شخصیت، ایک عظیم رسول، ایک عظیم صاحبِ اخلاق، صاحبِ خلق عظیم، ایک عظیم انسان، اور انسانوں سے عظیم محبت کرنے والا تمہاری طرف آیا ہے۔ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ وہ مخلوق کی تکلیف دیکھ نہیں سکتا۔ مخلوق کی تکلیف اسے سخت گراں گذرتی ہے اور اسے ہر وقت اس بات کی تڑپ لگی رہتی ہے کہ اے انسانو! تمہیں بڑے بڑے منافع پہنچیں۔ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ اس آیت میں یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ عظیم رسول، خاتم الانبیاء، جو تعلیم لے کر آیا ہے وہ مخلوق کے ہر حصہ کے لئے رحمت ہے۔ وہ عالمین کے لئے رحمت ہے۔ وہ رحمت ہے اشجار کے لئے بھی اور پتھروں کے لئے بھی اور پانی کے لئے بھی اور معدنیات کے لئے بھی اور حیوانات کے لئے بھی وغیرہ وغیرہ۔ انسان کے علاوہ جو بھی مخلوق ہمیں اس دنیا میں نظر آتی ہے ان کے حقوق بھی اسلامی تعلیم نے بتائے ہیں اور ان کی حفاظت بھی کی ہے۔ اسلام نے یہ بھی بتایا ہے کہ ہر چیز کا کیا حق ہے اور حکم دیا ہے کہ وہ اسے ملنا چاہیئے۔ اصولی طور پر یہ بتایا کہ ہر چیز انسان کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہے اس لئے کسی چیز کو بھی ضائع نہیں کرنا یہاں تک کہ کھانے کے ایک لقمے کو بھی ضائع کرنے کی اجازت نہیں۔ یہ بڑی حسین تعلیم ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی رکابی میں اتنا ہی ڈالو جتنا تم کھا سکو۔ اس کے برعکس شیطانی وساوس انسان کو دوسری انتہا تک لے گئے۔ چنانچہ میں نے بعض جگہ پڑھا ہے کہ یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ کے لوگ اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ جو ان کی رکابیوں میں بچ جاتا ہے وہ دنیا کی بڑی بڑی قوموں کو سیر کرنے والا اور کفایت کرنے والا ہے یعنی وہ اتنا ضیاع بھی کرتے ہیں اور پھر اس پر فخر بھی کرتے ہیں۔ مگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ نے ہر چیز انسان کی خدمت کے لئے پیدا کی ہے۔ اس کی فلاح اور بہبود کے لئے پیدا کی ہے، اسے نفع پہنچانے کے لئے پیدا کی ہے، اس لئے کوئی چیز بھی اور کسی چیز کا

کوئی ذرّہ بھی ضائع نہیں کرنا۔ مثلاً اسلام نے حلال پرندوں کا شکار کرنے کی اور ان کی جان لینے کی اجازت دی ہے لیکن کہا کہ جتنی ضرورت ہو اتنا شکار کرو یہ نہیں کہ ضرورت دس کی ہے لیکن سو مارو اور نوّے پھینک دو اور دس کو استعمال کرو۔ اگر کوئی ایسا شخص ہے جو سو مارتا ہے اور دس گھر میں استعمال کرتا ہے اور نوّے اپنے دوستوں واقفوں اور ہمسایوں وغیرہ میں تقسیم کر دیتا ہے تو وہ ضرورتِ انسانی کو پورا کرتا ہے لیکن اسلامی تعلیم نے کسی چیز کو ضائع کرنے کی اجازت نہیں دی۔ یہ صفتِ رحمانیت کی مظہر ہے جو ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے کمال کو پہنچی ہوئی نظر آتی ہے۔

پھر حیوان ہیں جو انسان کی خدمت کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ حیوانات میں سے بعض ایسے ہیں جو زندہ رہ کر انسان کی خدمت کرتے ہیں ان کو مارنے کی اجازت نہیں اور بعض حیوانات ایسے ہیں جن کو مار کر انسان کی خدمت لی جاتی ہے۔ مثلاً وہ کھانے کے کام آتے ہیں یا مثلاً ادویہ میں کام آتے ہیں یا بعض اور کاموں میں انسان حیوانوں کو استعمال کرتا ہے۔ اس صورت میں ان کی جان لینے کی اجازت ہے۔

پس بوقت ضرورت انسانی خدمت کے لئے جان لینے کی اجازت ہے لیکن اس جانور کے متعلق بھی کہ جسے ذبح کر کے کھانے کی اجازت ہے یہ اجازت نہیں کہ اسے دکھ دیا جائے اور تکلیف پہنچائی جائے۔ پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم حیوانات کے لئے بھی رحمت ہیں۔ اس لئے کہ جس غرض کے لئے ان کے رب نے انہیں پیدا کیا اُس غرض کو پورا کرنے کی تعلیم دی اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے انہیں ضیاع سے بچایا اور تکلیف اور دکھ سے بچایا لیکن انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے کی اجازت دی۔

اور آپ انسانوں کے لئے بھی رحمت ہیں جیسا کہ فرمایا عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ اس پر سخت گراں گذرتا ہے کہ انسان کو تکلیف پہنچے۔ اسلامی تعلیم نے ہر انسان کو خواہ وہ بُت پرست ہی کیوں نہ ہو تکلیف سے بچانے کی ہدایت دی ہے اور یہاں تک کہا ہے کہ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (الانعام:۱۰۹) کہ جو لوگ خدا کے شریک بناتے ہیں ان کے شرکاء کو بھی (باوجود اس کے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے) گالیاں مت دو کیونکہ اس

طرح بُت پرستوں کے جذبات کو ٹھیس لگے گی اور انہیں تکلیف پہنچے گی۔ بُت میں تو کوئی جذبہ نہیں ہے کہ اگر اسے گالی دی جائے تو اسے تکلیف پہنچے۔ انسان کو تکلیف سے بچانے کے لئے، کافر کو اور مشرک کو تکلیف سے بچانے کے لئے گالی دینے سے منع کیا۔ حالانکہ شرک ایک انتہائی گناہ ہے اور اس کے متعلق اعلان کیا گیا کہ یہ سب سے بڑا گناہ ہے لیکن خدا کہتا ہے کہ شرک کے گناہگار کو بھی اس دنیا میں عذاب دینا یا آخرت میں جہنم میں پھینکنا میرا کام ہے۔ تمہیں یہی ہدایت ہے کہ تم نے کسی کو تکلیف نہیں پہنچانی کیونکہ تم اس عظیم انسان کی طرف منسوب ہوتے ہو جو رَحۡمَۃٌ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ بنا کر دنیا کی طرف بھیجا گیا۔

اور فرمایا کہ وہ عظیم انسان جیسا کہ انسانوں میں سے غیر مومنوں کے لئے مشفق اور ہمدرد ہے وہ مومنوں کے لئے مشفق اور ہمدرد ہونے کے علاوہ ان سے محبت اور پیار کرنے والا اور ان پر کرم کرنے والا ہے یعنی جہاں تک مومن کا سوال ہے وہ خدا تعالیٰ کی صفتِ رحیمیت کا مظہر ہے اور جہاں تک انسانوں میں سے کافر کا سوال ہے، اہلِ کفر کا سوال ہے خواہ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں یا عملاً اسلام سے باہر ہوں اور فاسق فاجر ہوں ان کے لئے وہ خدا تعالیٰ کی صفتِ رحمانیت کا مظہر کامل ہے۔ آپ نے ان کی ہدایت کے لئے کوشش کی۔ ان کے لئے تڑپے ان کے لئے دعائیں کیں اور ان کے لئے بخع کی حالت پیدا ہوگئی۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کو کہنا پڑا کہ تو ان کی خاطر اپنی جان کو ہلاک کر دے گا۔ آپ نے ان سے دشمنی نہیں کی اور ہمیں بھی ان سے دشمنی کرنے سے منع کیا اور ان سے شفقت اور ہمدردی اور خدمت کا سلوک کرنے کی تعلیم دی۔ یہ ہمدردی یہ شفقت اور یہ خدمت کی تعلیم مومن کے لئے بھی ہے اور کافر کے لئے بھی لیکن مومن کے لئے اس کے علاوہ اور اس سے بڑھ کر محبت کی تعلیم دی اور اخوت کی تعلیم دی اور ان کی طبائع کو اور ان کی عادات کو بدل کر ان کو ایک برادری اور ایک بنیانٌ مرصوص کی طرح بنا دیا۔ پس وہ رحیم ہے۔

بڑے عظیم ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہر انسان کا کام نہیں کہ وہ آپ کی عظمت کو پوری طرح سمجھ بھی سکے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو تعلیم اور شریعت لے کر آئے وہ بھی ایک کامل تعلیم اور شریعت ہے اور وہ کامل ہدایت ہے۔ اس کامل تعلیم کا انکار کرنے والوں کے

متعلق اگلی آیت میں کہا فَاِنۡ تَوَلَّوۡا کہ اگر کوئی تمہاری عظمت کو نہ پہچانے اور اس تعلیم اور شریعت اور ہدایت سے پھر جائے، منہ موڑ لے، پیٹھ پھیر لے تو اس کا تم پر ردّ عمل یہ ہے کہ قُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰہُ کہو کہ میں مُسَیۡطِرٍ نہیں ہوں کہ تمہیں زبردستی ایمان لانے پر مجبور کروں خواہ تمہارے دل میں ایمان نہ ہو اور نہ مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ میں تمہیں اس دنیا میں کوئی سزا یا عذاب دوں۔ اس دنیا کے عذاب کے متعلق انذاری پیشگوئیاں میری وساطت سے تم تک پہنچی ہیں لیکن ان پیشگوئیوں کو پورا کرنا اس رنگ میں جس رنگ میں کہ یہ پوری ہوں گی یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آپ قیامت تک کے نوع انسان کی خدمت کرنے والے اور حیوانوں کی خدمت کرنے والے اور دوسری مخلوقات کی خدمت کرنے والے ہیں مگر خدا تعالیٰ نے کہا کہ یہ اعلان کردو کہ میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اور میرا تم پر کوئی احسان نہیں۔ میں تمہارے لئے تو یہ کام نہیں کر رہا میں تو اپنے خدا کے پیار کے حصول کے لئے یہ کام کر رہا ہوں۔ فَقُلۡ پس یہ اعلان کرو کہ حَسۡبِیَ اللّٰہُ اللہ میرے لئے کافی ہے۔ کسی اور سے اجر کی یا بدلے کی مجھے ضرورت نہیں۔ نہ خواہش ہے اور نہ میں لینا چاہتا ہوں لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ایک واحد یگانہ ہے جس کے امر سے اور اس کے عشق میں مست، بنی نوع انسان کی اور دوسری مخلوقات کی خدمت پر لگا ہوں عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ۔ اسی خدائے واحد ویگانہ پر میرا توکل ہے۔ وَھُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ اور وہ مالک کونین ہے۔

رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ کے ایک معنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر دو جہان کے مالک کے بھی کئے ہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ ہر دو جہان سے اپنے تقدس اور اپنی بزرگی کے لحاظ سے اس بلند مقام پر ہے کہ جہاں سے ہر دو جہان اس کی نظر کے نیچے ہیں اور وہ علام الغیوب ہے، کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے پس وہ ہستی جس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں اس پر میرا توکل ہے وہ جو مالک ہے اور قادر ہے اور پیار کرنے والا ہے اور اتنی نعماء دینے والا کہ جن کا کوئی شمار نہیں۔ اس پر میرا توکل ہے حَسۡبِیَ اللّٰہُ وہ خدا میرے لئے کافی ہے۔ مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔ تمہارے ساتھ میرا تعلق شفقت کا ہے، تمہارے ساتھ میرا تعلق اس پریشانی کا ہے کہ تم گناہ

میں ملوث ہوکر خدا تعالیٰ سے دور کیوں جا رہے ہو اور اس کے غضب کو کیوں بلا رہے ہو۔ اس کے غضب کو کیوں دعوت دے رہے ہو۔ اگر تم انسان کے علاوہ دوسری مخلوق ہو تو تمہارے ساتھ میرا تعلق یہ ہے کہ جس غرض کے لئے تمہیں پیدا کیا گیا ہے اس غرض کے لئے تمہارا استعمال ہو اور اگر انسان ہو تو تمہارے ساتھ میرا تعلق یہ ہے کہ میں تمہیں اس خدائے واحد و یگانہ کی طرف دعوت دوں کہ جو ہر انسان کے لئے وہی اکیلا کافی ہے اور اگر مومن ہو تو تمہارے ساتھ میرا تعلق مبشر ہونے کے لحاظ سے عظیم بشارتیں تم تک پہنچانے کا ہے اور تم سے محبت کرنے کا ہے اور تم پر کرم کرنے کا ہے لیکن تم پر توکل کرنے کا میرا تمہارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ خدا میرے لئے کافی ہے اور اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی پر میرا توکل ہے اور اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں نہ کسی اور نے پیدا کیا اور نہ کسی میں یہ طاقت ہے کہ وہ انسان کی قوتوں اور استعدادوں کو سمجھ سکے اور ان کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے، اسے پیدا کر سکے یا مہیا کر سکے اور خدا کی نظر سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اسی پر توکل کرتے ہوئے میں اس کی طرف جھکتا ہوں اور اسی سے امید رکھتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ان وعدوں کے مطابق اور ان بشارتوں کے مطابق سلوک کرے گا جو مجھ سے کی گئی ہیں۔

چنانچہ آپ دیکھیں کہ خدا تعالیٰ نے اس دنیا میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انسانوں سے جو سلوک کروایا ہے وہ یہ ہے کہ آپ کی بعثت سے لے کر قیامت تک ایسے گروہ پیدا ہوگئے کہ جو علیٰ وجہ البصیرت یا عادتاً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والے آپ کے احسانات کا علیٰ وجہ البصیرت یا لوگوں سے سن کر شکر ادا کرنے والے ہیں اور دعائیں کرنے والے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بہتر سے بہتر اور احسن سے احسن رحمتیں اور برکات اور فضل زیادہ سے زیادہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کرے اور یہی درود کے معنی ہیں۔ پس قیامت تک درود بھیجنے والے گروہ پیدا ہوگئے۔ میں نے آپ کو بھی کہا تھا کہ روزانہ اتنی بار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کرو۔ کئی دفعہ میں سوچتا ہوں کہ اگر ساری جماعت میرے حکم پر عمل کرے تو صرف جماعت احمدیہ کی طرف سے روزانہ اربوں درود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچ رہے ہوں۔ یہ ہے اس توکل کا نتیجہ اور اس اعلان کا کہ حَسْبِيَ اللّٰهُ خدا میرے لئے

کافی ہے۔ چنانچہ اس نے یہ سامان پیدا کر دیئے اور مرنے کے بعد جو نعمتیں انسان کو ملتی ہیں، جن میں سے سب سے بڑا حصہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ وہ تو اتنی اعلیٰ اتنی بلند اور اتنی ارفع اور اتنی لذیذ ہیں کہ انسان ان کا اندازہ نہیں لگا سکتا لیکن لذیذ اس محدود معنی میں نہیں جس معنی میں ہم اس دنیا میں یہ لفظ استعمال کرتے ہیں بلکہ اس معنی میں کہ جسے ہم سمجھ بھی نہیں سکتے کیونکہ یہی کہا گیا ہے کہ جنت کی نعماء کو تم سمجھ نہیں سکتے۔ تمہارے یہ دنیوی حواس ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ پس وہاں تو وہاں کے مطابق خدا تعالیٰ اپنی شان کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سلوک کرے گا۔

لیکن اس میں ہمیں بھی ایک سبق دیا گیا ہے۔ ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کرو۔ ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ جیسا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مظہرِ صفات باری بن کر عزیز اور حریص اور رء وف اور رحیم کی صفات کا اظہار کیا تم بھی ان صفات کا رنگ اپنی صفات پر چڑھاؤ اور دنیا میں یہ اعلان کرو کہ ہم دنیا کے خادم تو ہیں مگر دنیا کے مزدور نہیں۔ ہم نے دنیا سے اجرت نہیں لینی۔ ہم نے جو لینا ہے اس عزیز ہونے اور حریص ہونے اور رء وف ہونے اور رحیم ہونے کے نتیجہ میں وہ اپنے رب سے لینا ہے اور جہاں تک ہمارا اپنے رب سے تعلق ہے۔ اللہ ہمارے لئے کافی ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور اسی پر ہمارا توکل ہے اور ہم علیٰ وجہ البصیرت یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہمارا رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی صفات کی صحیح معرفت عطا کرے اور اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو اور آپ کی عظمت اور رفعت کو سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا کرے کہ ہم ان راہوں پر چلیں جن راہوں پر چل کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ کے پیار کو حاصل کیا۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۹؍اپریل ۱۹۷۹ء صفحہ ۲ تا ۴)